مجددین کون ہیں؟

معلم توحید اور محی السنہ

محمدی اور احمدی غور سے پڑھیں

حدیث شریف میں آیا ہے

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (مشکوٰۃ کتاب العلم)

اس حدیث کو مرزا صاحب قادیانی اور اُن کے اتباع ہر موقع پر پیش کرتے اور مرزا صاحب کو اس کا مصداق بتاتے ہیں۔ اس لئے آج اس حدیث کی مختصر سی تحقیق کیجاتی ہے امید ہے ناظرین دلی توجہ سے پڑھکر حق و ناحق میں تمیز کرینگے۔ ہم پہلے اس حدیث کے معنے اور تشریح بتاتے ہیں پھر قادیانی دعوے ذکر کرکے اُس کی پڑتال کرینگے۔

اس حدیث کا مطلب اُس کے ترجمہ ہی سے واضح ہوسکتا ہے۔ فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ اس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی اصلاح کے لئے ہر صدی کے سر پر (شروع میں) مجدّد پیدا کرتا رہیگا جو امت کو اصلی دین سکھا دینگے"

اس حدیث کی تشریح سمجھنے کیلئے ایک دوسری حدیث سامنے رکھ لینی چاہئے۔ جس میں ارشاد ہے۔

بدء الاسلام غریبا وسیعود کما بدء فطوبیٰ للغرباء الذین یصلحون ما افسد الناس من سنتی۔ (مشکوٰۃ

"یعنی اسلام شروع میں (کس مپرسی) مسافر کی صورت میں جاری ہوا ہے۔ (درمیان میں عزت پاکر) آخر کار پھر ایسا ہی ہو جائیگا جیسا شروع ہوا تھا۔ یعنی اسلام کے احکام اور رسوم کا کوئی خواہاں اور جویاں نہ ہوگا۔ اُسوقت جو اس کے پابند اور مبلغ ہونگے ان کی حیثیت ایسی ہوگی جیسے کوئی مسافر

کسی شہر میں نا پرسان حال ہوتا ہے۔ وہ خود اسلام پر عمل کرینگے اور لوگوں کو بھی پہنچائینگے۔ پس اُن مسافروں جیسے مسلمانوں کو بزبان رسالت خوشخبری ہو جو اصلاح کرینگے ہر اُس سنت نبویہ کی جو لوگوں نے بگاڑ دی ہو"

انصاف یہ ہے کہ جن لوگوں کو اس حدیث میں خوشخبری دی ہے وہی اُس پہلی حدیث کے مصداق ہیں۔ یعنی مجدد دین وہ لوگ ہیں جو خالص توحید و سنت لوگوں کو سکھائیں۔ اور پہنچائیں۔ چنانچہ مولانا نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی مرحوم فرماتے ہیں۔

"پس ہر عالم دیندار خدا پرست و ہر امیر عادل حق دوست کو احیاء سنن و اماتت بدع فرماید و مردم را بسوئے عمل کتاب عزیز و سنت مطہرہ کشد و از تمسک محدثات و تعامل منکرات و بدعات باز دارد و او تعالےٰ بر دست او دلہائے مردہ را زندہ کند و گوشہائے کر را شنوا و چشمہائے کور را بینا سازد و طریقہ مرضیہ سلف و ائمہ ہدائے را رواج و رونق بخشد وی مجدد دین نبوی و محی سنت مصطفوی ست برابر ست کہ شخصے واحد در مائۃ واحد بایں اوصاف متصف باشد یا اشخاص چند بایں وصف باشند" (حجج الکرامہ صہ ۱۳۴)

"یعنی ہر دیندار عالم خدا پرست اور ہر مسلم حاکم عادل خدا دوست کہ سنتوں کو جاری کرے اور بدعات کو فنا کرے اور لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت مطہرہ کی طرف بلائے اور ہر قسم کی بدعات سے ہٹائے اور خدا تعالےٰ اُس کے ہاتھ سے مردہ دلوں کو زندہ کرے اور بہرے کانوں کو شنوا اور اندھی آنکھوں کو بینا کرے اور وہ سلف صالحین کے پسندیدہ طریق کو رواج دے ایسے لوگ مجدد دین اور محی سنت ہیں خواہ ساری صدی میں ان اوصاف سے موصوف ایک ہی شخص ہو یا کئی ایک"

ایسا ہی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اور تیسیر شرح جامع الصغیر وغیرہ مذکور ہے۔

اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہر صدی کا مجدد شخص واحد ہی نہیں

بلکہ جماعت بھی ہوسکتی ہے۔ آج اسلامی دنیا کا اندازہ کیا جائے تو یہ بات معقول معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ممالک اسلامیہ اتنی وسعت میں اتنی دور دور ہیں کہ باوجود ریل اور تار وغیرہ کے ایک ہی مجدد تمام ممالک میں کام نہیں کرسکتا۔ کیا کوئی ہندوستان کا مجدد چین میں اصلاح کرسکتا ہے۔ یا چین کا مجدد افغانستان میں کام کرسکتا ہے؟ امکان کو جانے دیجئے واقعات اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہرگز نہیں۔

اب سوال یہ رہجاتا ہے کہ مَنْ یُجَدِّدُ میں صیغہ مفرد مضارع کا ہے پھر جمع کیسے ہوگا (جواب) اس کا یہ ہے کہ ایسے مَنْ بصیغہ مفرد قرآن مجید میں بکثرت آتے ہیں جہاں جمع مراد ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۱ ع ۲)

اس آیت میں مَنْ کا صلہ یَقُوْلُ صیغہ مفرد فعل مضارع ہے۔ مگر اس کو مَاهُمْ میں جمع دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح من یجدد کا صیغہ بظاہر مفرد ہے مگر معنے میں جمع ہے۔

مختصر یہ ہے کہ ان مجددین کا کام اصل اسلامی تعلیم کا اظہار کرنا ہے انکی شخصیت کو اسلام میں دخل نہیں ہوتا۔ چنانچہ گذشتہ صدیوں کے مجددین کی مثالیں ہمارے دعوے کا ثبوت ہیں۔ ورنہ پہلی صدی سے آجتک جتنے مجددین ہوئے ہیں اُن کو کوئی مسلمان داخل ایمان جانتا ہے۔ تو ذرہ اُن کی شخصیت تو بتائے۔ ہرگز نہیں بتا سکتا۔ بلکہ جس نے جس علاقہ میں اصلاح کی اُسی کو اُس کے اتباع نے مجدد کہدیا۔ چاہے دوسرے لوگوں نے نہ مانا ہو۔ ہمارے زمانہ کے مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم کو اُن کے اتباع مجدد مائۃ حاضرہ کہتے ہیں۔ گو دوسرے اہل اسلام بلکہ اُن کے ہم مذہب حنفی بھی اُن کو ایسا نہیں جانتے۔

ہاں مجدد کی مختصر تعریف جیسی کہ نواب صاحب بھوپال نے حجج الکرامہ میں لکھی ہی یہ ہے۔ "جو شخص اپنے زمانہ کی بڑی بدعت کا مقابلہ کرے وہ مجدد ہے۔ چنانچہ نواب

صاحب مرحوم اپنے اعتقاد میں جن کو مجدد دین جانتے ہیں اُن کے زمانہ کی بدعات بھی شمار کی ہیں۔ اُن میں امام اشعری امام غزالی اور امام رازی وغیرہ بھی داخل ہیں۔ (حجج الکرامہ)

علماء کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں قادیانی فتنہ سب بدعات سے بڑھکر ہے۔ پس جس عالم نے اس فتنہ کے دفع کرنے پر سب سے زیادہ توجہ کی ہو اس صدی کا مجدد اس کو کہنا ممکن ہے۔ چنانچہ امام سیوطی اپنے حق میں کہتے ہیں۔

وقد رجوت ان المجدد فیہا فضل اللہ لیس یجحد۔ (حجج الکرامہ)

(میں امید رکھتا ہوں کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں)

اسی طرح جس عالم نے دیگر بدعات کی تردید پر توجہ کی وہ اُس زمانہ کا اُس ملک کا بلکہ اُس شہر کا بلکہ اُس قصبہ کا مجدد ہوا۔ جتنی کسی کی کوشش توحید و سنت کی اشاعت اور بدعات کی مخالفت میں کی ہوگی اتنے ہی درجہ کا وہ مجدد ہوگا۔ کیونکہ مجدد باصطلاح منطق **کلی مشکک** ہے اس کے افراد کوئی اعلےٰ ہیں کوئی ادنےٰ۔ اس لحاظ سے جملہ علماء اہل توحید مجدد ہیں۔ خاصکر جس کو کسی خاص فتنہ کے دفع کرنے پر توجہ تام ہو اور اُس نے اُس پر پوری سرگرمی سے حصہ لیا ہو وہ اعلےٰ مجدد ہے۔ جیسے مولانا شاہ اسمٰعیل شہید قدس سرہ اپنے زمانہ کے مجدد اعلےٰ تھے۔

نوٹ مجدد کا فعل اصلاح دین دیکھا جائیگا زبانی دعوے کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ سابقین مجددین سے دعوے منقول نہیں۔

قادیانی دعوے اس حدیث کی بنا پر مرزا صاحب قادیانی اور اُن کے اتباع کا دعوے ہے کہ "مرزا صاحب موصوف مجدد لعہدہ مسیح موعود تھے" یہاں تک تو دونوں فریق (قادیانی اور لاہوری احمدی) متفق ہیں۔ مگر اس کی تشریح میں مختلف۔ قادیانی گروہ مسیح موعود کی حقیقت میں نبوت داخل کرتا ہے اور لاہوری اس کو مجرد عن النبوت کہتے ہیں۔ اس موقع پر ہم مسئلہ نبوت مرزا پر متوجہ نہیں بلکہ مجددیت پر توجہ ہے جو دونوں احمدی گروہوں میں مشترک ہے۔

یعنی یہ بتانا ہے کہ مرزا صاحب اس حدیث کے ماتحت مجدد نہیں ہیں۔

(**اول**) اس لئے کہ اس حدیث میں (رأس مائۃ) کا لفظ ہے۔ یعنی صدی کے شروع پر مجدد آتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کی بنیاد دعوے ۱۲۷۴ھ یعنی تیرہویں صدی کے چوتھائی رہتے ہوئے مجدد ہونے کے مدعی ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"حدیثوں میں یہ بات بوضاحت لکھی گئی ہے کہ مسیح موعود اسوقت دنیا میں آئیگا کہ جب علم قرآن زمین پر سے اُٹھ جائیگا اور جہل شیوع پاجائیگا یہ وہی زمانہ ہے جس کی طرف ایک حدیث میں یہ اشارہ ہے لوکان الایمان معلقا عند الثریا لنالہ رجل من فارس۔ یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا جو کمال طغیان اس کا اس سنہ ہجری میں شروع ہوگا جو آیت وانا علے ذھاب بہ لقادرون میں بحساب جمل مخفی ہے یعنی ۱۲۷۴ھ" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۵۶)

اس کی تشریح دوسری کتاب میں بھی کی ہے جس کے الفاظ یوں ہیں۔

"اللہ جلشانہ نے ظاہر الفاظ آیت میں وآخرین منھم کا لفظ استعمال کرکے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ جو کمالات میں صحابہ کے رنگ میں ظاہر ہونگے وہ آخری زمانہ میں آئینگے۔ ایسا ہی اس آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کے تمام حروف کے اعداد سے جو ۱۲۷۵ ہیں اس بات کی طرف اشارہ کردیا جو آخرین منھم کا مصداق جو فارسی الاصل ہے۔ اپنے نشاء ظاہر کا بلوغ اس سن میں پورا کرکے صحابہ سے مناسبت پیدا کرلیگا سو یہی سن ۱۲۷۵ ہجری جو آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کے حروف کی اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے جو آج کے دن تک چونتیس برس ہوتے ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱۹/۲۲۰)

مرقع صاف مضمون ہے کہ مرزا صاحب بحیثیت مسیح موعود ۱۲۷۴ھ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اور مسیح موعود اُن کی اصطلاح میں مجدد کا اعلیٰ فرد ہے۔ جس کی صورت میں آپ مجدد بنکر تشریف لائے ہیں۔ بیشک تشریف لائیں ؎

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

مگر حدیث مجدد کے ماتحت آپ نہیں ہیں۔ کیونکہ اُس میں سر صدی زمانہ بعثت مجدد قرار دیا ہے۔

دوم آپ کے کام حدیث مرقومہ میں مجدد کا کام مجمل مگر جامع بیان فرمادیا ہے کہ دین کی تجدید کریگا۔ یعنی جو دین خدا نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا میں جاری کیا وہی دین لوگوں کو سکھائیگا۔ اُس کے اجزاء دو ہیں۔ (۱) عقائد (۲) اور اعمال۔ عقائد سے مراد ہے توحید۔ اور دیگر مسائل ایمانیہ۔ مرزا صاحب نے توحید پر کوئی توجہ نہیں کی۔ توحید پر توجہ کرنے کے یہ معنے ہیں کہ آجکل جو رسوم اور خیالات توحید کے متضاد مسلمانوں اور دیگر اقوام میں پیدا ہوگئے ہیں اُن میں سے ایک ایک کی تردید کر کے نتھری ہوئی توحید پیش کرتے۔ جسکی مثال ہم کو کتاب "تقویۃ الایمان" مصنفہ مولانا شہید دہلوی یا "کتاب التوحید" مصنفہ شیخ محمد بن عبدالوہاب وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم میں ملتی ہے۔ مرزا صاحب کی جملہ تصانیف میں سوائے اپنی شخصیت منوانے کے باقی حصہ بہت کم ہے۔ توحید کو مستقل حیثیت سے تو کہیں نہیں بیان کیا بلکہ حق بات تو یہ ہے کہ توحید کے متضاد اقوال لکھ گئے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں۔

رئیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو۔ (آئینہ کمالات مرزا ص۵۶۴)

(یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اللہ ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں)

اس قسم کا دعوٰے کسی نبی یا رسول نے نہیں کیا کیونکہ توحید میں مخل یا موہم خلل ہے۔ اتباع مرزا اس کی جو چاہیے کچھ تاویل کریں ہمیں اُس سے بحث نہیں۔ ہمارا مقصود صرف یہ ہے

کہ مرزا صاحب نے توحید خالص پر کوئی توجہ نہیں کی۔ کوئی مستقل کتاب ایسی نہیں لکھی جس میں توحید کے جملہ مراتب لکھے ہوں اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے خیالات متضادہ توحید کی تردید یا اصلاح کی ہو۔ ہاں غیر مسلموں کے خیال کی تائید کی ہے جو کہتے ہیں کہ رامچندر وغیرہ پرمیشور کے اوتار ہیں اور مسیح میں خدا تھا۔ اور وہ مرزا صاحب کے مذکورہ قول کو بطور مثال پیش کر سکتے ہیں۔ اس شرکیہ تعلیم کی تائید میں چند اقوال اور بھی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔

اوتیت صفۃ الاحیاء والافناء (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۳)

(مجھے مردوں کو زندہ کرنے کی اور زندوں کو مارنے کی طاقت دی گئی ہے)

ایسا دعوے کسی نبی یا رسول یا مجدد نے نہیں کیا۔ اس لئے ایسا خیال توحید کے سراسر خلاف ہے۔ توحید یہ ہے۔

"ھُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ" (وہی خدا زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے)

توحید اور دیگر عقائد کے بعد اعمال صالحہ ہیں۔ یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ اور اخلاق فاضلہ راست گوئی راست پسندی وغیرہ۔ مرزا صاحب نے ان امور پر بھی کوئی خاص توجہ جو حسب شان مجدد ہو' نہیں کی۔

چیلنج مرزا صاحب کے اتباع کو ہمارا چیلنج ہے کہ اُن کی تصنیفات میں جتنے اجزاء اور اوراق اُن کی اپنی شخصیت کے متعلق ہیں اُن کا دسواں بیسواں حصہ بھی ہمیں ان دینی امور توحید و سنت' اصلاح رسوم' اخلاق فاضلہ کے متعلق دکھائیں۔

ہاں ہماری حیرت کی حد نہیں رہتی جب ہم مرزا صاحب کے اقوال میں یہ قول بھی دیکھتے ہیں کہ میں نے انگریزی گورنمنٹ کی خدمت میں اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ پچاس الماریاں بھر جائیں (تریاق القلوب صفحہ ۱۵) حالانکہ مجدد کے فرائض میں یہ داخل نہیں۔ ہاں خوشامد حکام میں ضرور داخل ہے جس کی بابت ارشاد ہے

اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا (پ ۵ ع ۱۶)

(کیا غیر اللہ سے عزت چاہتے ہیں عزت تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ساری)

خواجہ کمال الدین صاحب لاہوری نے بھی اپنے متبوعؑ (مرزا صاحب) کی حمایت میں مجدد کے فرائض جو لکھے ہیں شہ آپ اس خدمت سے بکلی خالی ہیں۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:۔

مجدد کے کچھ خاص فرائض ہوتے ہیں، وہ ہر مولوی کا کام نہیں کہ ادا کر سکے۔ نہ اس زمانہ میں کوئی عالم نظر آتا ہے۔ کہ جو اس وقت اس خطاب کا اہل ہو سکے۔ بد قسمتی سے یہ بحث ایک قسم کی ذاتیات کو اپنے اندر لے آئی ہے[ف۱]۔ اس لئے میں اسے چھوڑتا ہوں۔ میں مسلم مجددین کی زندگی کو سامنے رکھکر ان فرائض کو گن دیتا ہوں جو کسی مجدد کے ہوا کرتے ہیں۔ توپھر مجدد کی تشخیص ایک آسان امر ہو جائیگا۔ مجدد کا پہلا فرض یہ ہے کہ اسلام پر سے اندرونی اور بیرونی حملوں کو دور کرے اولاً غیر مسلم کی طرف سے جس قسم کے حملے اسلام پر ہوں انکا دفعیہ کرے بالمقابل ان عقائد باطلہ کی تردید کرے جو غیر مسلم مذاہب تعلیم کرتے ہیں۔

دوئم ان امراض کا علاج کرے جو اسلام کے اندر پیدا ہوگئیں یعنی ان غلط عقائد کی تردید کرے جنہوں نے مسلم جماعتوں میں پیدا ہو کر مشکلات پیدا کردی ہوں۔

ثالثاً ان راہوں کو سوچے جن سے اسلام کو تقویت ہو۔

رابعاً مسلمانوں کو ان خطرات سے آگاہ کرے جو اسلام پر آنیوالے ہوں اور انکا صحیح علاج بھی بتائے۔" (مجدد کامل صفحہ ۹۴)

یہ تو ہے رائے خواجہ صاحب کی جو بجاء خود رکھئے۔ اس کے بعد مقابل میں مرزا صاحب کا اپنا قول سنئے۔ فرماتے ہیں:۔

"میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقوی اور طہارت پر قائم ہو جائیں۔ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالے نے چاہا ہے اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو۔ اور انکا مصنوعی خدا (مسیح) نظر نہ آئے، دنیا اس کو بھول جائے۔ خدا واحد کی عبادت ہو۔" (قول مرزا در اخبار الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ صفحہ ۱۰)

ف۱ خواجہ صاحب مرزا صاحب کی شخصیت کو زیر بحث لانے سے بچتے ہیں مگر اس سے چارہ نہیں۔ کیونکہ مقصود بالذات اثباتاً یا نفیاً ذہی ہیں۔ (مرقع)

چونکہ ہمارا روئے سخن مرزا صاحب کی مجددیت کی طرف ہے۔ اس لئے پہلے انہی کے الفاظ کو زیر بحث لاکر ناظرین بالخصوص اتباعِ مرزا سے پوچھتے ہیں کہ کیا مرزا صاحب کی تشریف آوری کی یہ دونوں اغراض پوری ہوگئیں یعنی مسلمان کامل متقی بنگئے۔ کیا عیسائی دنیا مسیح کی الوہیت کو بھول گئی؟ جی خوش کرنے کو کوئی کچھ کہہ لے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس دفعہ کی مردم شماری میں مسلمان تو فی صدی ۵ بڑھے ہونگے۔ عیسائی فیصدی پچیس بڑھے ہیں۔ عموماً اسلامی ممالک میں صلیب کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اور جب سے مرزا صاحب نے دعوئ مسیحیت کیا ہے۔ روزبروز اسلامی حکومتیں زوال میں اور عیسائیت کمال میں ہیں۔ مسلمانوں کی مذہبی اور اخلاقی حالت کا کیا کہنا۔ عیاں راچہ بیاں۔ کوئی شرعی اور اخلاقی عیب نہیں جو مسلمانوں میں نہ پایا جاتا ہو۔ یہانتک کہ مرزا صاحب کے فرزند میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں نے اسپر ایک مرثیہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے:۔

اے چشمۂ علم و ہدیٰ اے صاحب فہم و ذکا اے نیکدل اے باصفا اے پاک طینت باحیا
اے مقتدا اے پیشوا اے میرزا اے رہنما اے مجتبیٰ اے مصطفےٰ اے نائب ربّ الوریٰ

کچھ یاد تو کیجے ذرا ہم سے کوئی اقرار ہے

دیتے تھے تم ہردم خبر بندہ تھی جس سے یاں کمر مٹ جائیگا سب شور و شر موت آئیگی شیطان پر
پاؤگے تم فتح و ظفر ہونگے تمہارے بحر و بر آرام سے ہوگی بسر ہوگا خدا مدِنظر

واں تھے یہ وعدے خوب تر یاں حالتِ ادبار ہے

ہر دل میں پُر ہے بغض و کیں ہر سر شیطاں کا رہیں جو ہو فدائے نورِ دیں کوئی نہیں کوئی نہیں
ہر ایک کے سر میں مکیں ہے کبر کا دیو لعیں اکدم کو یاد آتی نہیں درگاہِ ربّ العالمیں

بے چین ہے جانِ حزیں حالت ہماری زار ہے

کہنے کو سب تیار ہیں چالاک ہیں ہشیار ہیں منہ سے تو سو اقرار ہیں پر کام سے بیزار ہیں
ظاہر میں سب ابرار ہیں باطن میں سب اشرار ہیں مصلح ہیں پر بدکار ہیں، ہیں ڈاکٹر پر زار ہیں

حالات پُر اسرار ہیں، دل مسکنِ افکار ہے

چھینے گئے ہیں ملک سب باقی ہیں اب شام و عرب پیچھے پڑا ہے انکے اب دشمن لگائے تا نقب

ہم ہو رہے ہیں جاں بلب بنتا نہیں کوئی سبب ہیں منتظر اس کے کہ کب آتے ہیں امداد رب
پیالہ بھرا ہے لب بہ لب ٹھوکر ہی اک درکار ہے

کیا آپ پہ الزام ہے یہ خود ہمارا کام ہے غفلت کا یہ انجام ہے سستی کا یہ انعام ہے
قسمت یونہی بدنام ہے دل خود اسیر دام ہے اب اس جگہ اسلام ہے باقی فقط اک نام ہے
ملتی نہیں مے، جام ہے بس اک یہی آزار ہے

(کلام محمود صفحہ ۹۸)

اس مرثیہ کے بعد ہم خواجہ صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے پوچھتے ہیں کہ خواجہ صاحب کا یہ فقرہ کیا معنے رکھتا ہے۔ مجدد کا پہلا فرض یہ ہے کہ:۔

"اسلام پر سے بیرونی اور اندرونی حملوں کو دور کرے"

بیرونی حملوں سے مراد ہے غیر مسلموں کے اعتراضات، مرزا صاحب نے کیا دور کئے؟

(۱) کیا سوامی دیانند بانی آریہ سماج کے حملوں (ستیارتھ پرکاش) کا جواب دیا۔

(۲) کیا عیسائیوں کی زبردست کتاب "عدم ضرورت قرآن" کا جواب دیا؟

(۳) کیا آریوں کی کتاب "ترک اسلام" کا جواب دیا۔

(۴) کیا آریوں کی زہریلی کتاب "رنگیلا رسول" کا جواب اُن کے مشن نے دیا۔

(۵) کیا پنڈت دہرم بھکشو کی کتاب "وید اور قرآن" کا جواب کسی نے دیا۔

(۶) کیا عیسائیوں کی نہایت دل آزار کتاب اُمہات المومنین کا جواب مرزا صاحب نے دیا؟

(۷) کیا پادری فنڈر کی کتاب میزان الحق صاحب کا جواب مرزا صاحب نے کچھ دیا۔

(۸) کیا پادری اکبر مسیح کی تصنیفات کا جواب دیا۔

کہاں تک گنائی جائیں۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کچھ نہیں دیا اللہ اعلم وعلمہ اتم۔

جو کوئی ہماری بات قابل قبول نہ جانے، وہ مہربانی کرکے مرزا صاحب کی جملہ تصنیفات لیکر ہمارے سامنے آئے۔ ان مضامین کو جو انکی شخصیت منوانے

کے متعلق میں الگ کر کے باقی اوراق پر ہمیں دکھائیے کہ ان میں کیا ہے"۔
ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ان کی شخصیت کو الگ کر دیں تو جملہ کتب مصنفہ مرزا میں اتنے اوراق شاید بچینگے جن سے بمشکل چند پتنگ بن سکیں، دگر ہیچ۔

ہمارے چیلنج کے ثبوت میں بہت سے واقعات ہیں منجملہ ایک درج ذیل ہے:۔

جون ۱۸۹۳ء میں بمقام امرتسر مرزا صاحب کا عیسائیوں سے بہت بڑا مباحثہ پندرہ روز تک ہوا جس کے آخر میں مرزا صاحب نے جو مخصوص جوہر دکھایا۔ وہ انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

"آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا۔ اور اس کو سخت ذلت پہنچیگی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔ اور اس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آئیگی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے۔ اور بعض لنگڑے چلنے لگینگے اور بعض بہرے سُننے لگینگے۔

اسی طرح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے۔ سو الحمد للہ والمنتہ کہ اگر یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور نہ فرماتی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے۔ انسان ظالم کی عادت ہوتی ہے کہ باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتا۔ اور باوجود سننے کے نہیں سُنتا۔ اور باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتا۔ اور جرأت کرتا ہے اور شوخی کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا ہے لیکن اب

مَیں جانتا ہوں کہ فیصلہ کا وقت آگیا مَیں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا معمولی بحثیں تو اَور لوگ بھی کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اِس نشان کے لئے تھا۔ مَیں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھُوٹی نکلی۔ یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو مَیں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہُوں مجھکو ذلیل کیا جاوے روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسّہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور مَیں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہُوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ ضرور کریگا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔" (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۹)

ناظرین! بغور دیکھئے کہ اس کلام بانظام میں مرزا صاحب کیا فرماتے ہیں:۔

"مباحثہ تو معمولی ہے۔ البتہ مخالف کی موت کے متعلق پیشگوئی اپنے اندر مجددیت کی شان رکھتی ہے۔"

بہت خوب! پھر اس شان مجددیت کا حشر کیا ہُوا؟ دنیا کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب کا مقابل عیسائی مناظر بوڑھا ڈپٹی آتھم میعاد پیشگوئی سے بہت پیچھے تک زندہ رہا جس کی بابت عیسائیوں نے مرزا صاحب پر فتح پانے کے اظہار میں وہ دھوم مچائی کہ الاماں و الحفیظ۔ نثر و نظم کے اشتہارات اور رسائل شائع کئے منجملہ ایک نظم درج ذیل ہے:۔

رسولِ قادیانی کو پھر الہام ہُوا

پنجۂ آتھم سے مشکل ہے رہائی آپ کی
توڑ ہی ڈالیں گے وہ نازک کلائی آپ کی

آتھم اب زندہ ہیں آکر دیکھ لو آنکھوں سے خود
بات یہ کب چھُپ سکے ہے اب چھپائی آپ کی

کچھ کرو شرم و حیا تاویل کا اب کام کیا
بات اب بنتی نہیں کوئی بنائی آپ کی

جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بتلانا صریح
کون مانے ہے بھلا یہ کج ادائی آپ کی

جھوٹ ہیں باطل ہیں دعوے قادیانی کے سبھی
بات سچی ایک بھی ہم نے نہ پائی آپ کی

حق ہے صادق اور صادق حق کا سب الہام ہے — ہوگئی شیطاں سے ثابت آشنائی آپ کی
ہوگیا ثابت ہے سب اقوالِ بد سے آپکے — کر رہا بیشک ہے شیطاں رہنمائی آپ کی
اپنے پنجے سے نہیں شیطاں تمہیں دیتا نجات — اس کو کب منظور ہے اک دم جدائی آپ کی
تم ہو اس کے اور اب وہ ہے تمہارا یار غار — رات دن کرتا وہی ہے پیشوائی آپ کی
ہم نہ کہتے تھے کہ شیطاں کا کہا نہ مانو یار! — کس بلا میں اس نے دیکھو جاں پھنسائی آپکی
ہر طرف سے لعنت اور پھٹکار اور دھتکار ہے — دیکھو کیسی ناک میں اب جان آئی آپ کی
خوب ہے جبرئیل اور الہام والا وہ خدا! — آبرو سب خاک میں کیسی رلائی آپ کی
ہے کہاں اب وہ خدا جس کا تمہیں الہام تھا — کس لئے کرتا نہیں مشکل کشائی آپ کی
اب بتاؤ ہیں کہاں وہ آپ کے پیر و مرید — جو گلی کوچوں میں کرتے تھے بڑائی آپ کی
کرتے ہیں تعظیم جھک جھک کر تو حاصل اس سے کیا — ڈوم کنجر دہریئے کنجڑے قصائی آپ کی
آپ نے خلقت کو ٹھگنے کا نکالا ہے یہ ڈھنگ — جانتے ہیں ہم یہ ساری پارسائی آپ کی
کچھ کرو خوفِ خدا کیا حشر کو دوگے جواب — کام کس آئے گی یہ دولت کمائی آپ کی
ڈھیٹھ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر — سب پہ سبقت لیگئی ہے بے حیائی آپ کی
کر کے منہ کالا گدھے پہ کیوں نہیں ہوتے سوار — فیصلے کی شرط ہے مانی منائی آپ کی
ڈاڑھی سر اور مونچھ کا بچنا بڑا دشوار ہے — کر ہی ڈالیگا حجامت ابتو نائی آپ کی!
آپ کے دعووں کو باطل کر دیا حق نے تمام — اب بھی تائب ہو اسی میں ہے بھلائی آپ کی
اب بھی فرصت ہے، اگر کچھ عاقبت کی فکر ہے — ہاتھ کب آئیگی یہ مہلت گنوائی آپ کی
سخت گمراہ ہو نہیں سمجھے مسیح کی شان کو — راہِ حق اور زندگی سے ہے لڑائی آپ کی
خاتمہ بالخیر ہوگا اور ہوگے سرخرو! — ہوگئی اب بھی مسیح سے گر صفائی آپ کی
اب دامِ مکر اور کسی جا بچھائیے! — بس ہوچکی نماز مصلّے اٹھائیے

یہ ایک نمونہ ہے اُن تحریرات کا جو عیسائیوں نے فتح بر مرزا کے موقع پر شائع کی تھیں مفصل ہمارے رسالہ الہاماتِ مرزا میں ملاحظہ ہو۔

ناظرین! یہ ہے مرزا صاحب کی بحیثیت مجدد اور بحیثیت مسیح موعود اسلامی خدمت،

کہ ایک ایسے مباحثہ میں جس میں قرآن مجید نے خود دلائل دیکر مسلمانوں کو سبکدوش کردیا ہوا ہے یعنی حضرت مسیح کی الوہیت جیسی ریگ کی دیوار اس میں بھی مرزا صاحب کو بلحاظ اپنی خصوصیت کے منہ کی کھانی پڑی ۔جسپر یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ ؎

لطف پر لطف ہے اطائیں مرے یار کے یار !
حاجطی سے گدح لکھتا ہے ہوز سے حمار

بقول خواجہ کمال الدین صاحب دوسرا کام مرزا صاحب مجدد کا اندرونی حملوں کا جواب دینا تھا۔ کیا مرزا صاحب نے اسلامی فرقوں کے عقائد فاسدہ پیر پرستی ۔قبر پرستی تعزیہ پرستی۔ حجر و شجر پرستی پر توجہ کی ؟ کیا مسلمانوں کے مرنے جینے کی رسوم بدعیہ پر توجہ فرمائی ؟ آہ ! کیا اچھا ہوتا کہ مرزا صاحب کی کوئی چھوٹی سی کتاب تذکیرالاخوان جیسی بھی ہمیں مل جاتی ۔مسئلہ تقلید کی وجہ سے مسلمانوں میں بہت تفرقہ ہے ۔مرزا صاحب نے اس میں کچھ فیصلہ کیا ؟ آخر کیا تو کیا کیا ! لاؤ کوئی صاحب ہمیں دکھائیں ۔ہم دیکھنے کے بڑے مشتاق ہیں مگر زبانی دعوے سے نہیں۔ کہ لمبے چوڑے الفاظ سے ان کو "سلطان القلم" وغیرہ لکھکر ہمیں ٹالدیں ہم ایسی بھول بھلیوں میں پھنسنے والے نہیں کیونکہ ہمارا قول ہے ؎

مفت اٹھنے کے نہیں در سے ترے یار کبھی !
ایک مقصد کے لئے باندھ کے اڑ بیٹھ گئے

ہمیں واقعات اور حوالجات سے دکھایا جائے ۔کہ مرزا صاحب نے فلانی کتاب میں بیرونی اور اندرونی حملوں کے جواب ان الفاظ میں دیئے ہیں ۔بشرطیکہ ان الفاظ کو اپنی شخصیت ثابت کرنے میں صرف نہ کیا ہو "

خواجہ صاحب کی تحریر میں یہ بھی ذکر ہے :۔

"ان امراض کا علاج کرے جو اسلام کے اندر
پیدا ہوگئیں"

آہ! ہم کیسے مان لیں کہ اندرونی امراض کا علاج مرزا صاحب نے کیا ۔بحالیکہ جگہ جگہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان قبروں اور مزاروں پر سجدے کر رہے ہیں جس کو ہماری بات کا یقین

نہ ہو، وہ لاہور میں حضرت علی ہجویری (معروف داتا گنج بخش مرحوم) کے مزار پر، اجمیر، پیران کلیر وغیرہ مقامات میں جاکر اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ ان لوگوں کا کوئی بھی مطلب ہے جو خدا کے سامنے پیش کریں۔ جملہ مقاصد پورا کرنے والے ان بزرگوں کو سمجھتے ہیں۔ ہندوستان سے باہر دوسرے ممالک بھی اسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ہاں اس میں کچھ کمی آئی ہے تو غازی فی سبیل مولانا شہید دہلوی کے کلمات طیبہ سے آئی ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ خود مرزا صاحب بھی جن سے مستفید ہوئے تھے

خواجہ صاحب کے کلام میں یہ بھی ہے کہ "مجدد ان راہوں کو سوچے جن سے اسلام کو تقویت ہو" بالکل ٹھیک ہے مجدد قادیانی نے کیا سوچا اور کیا بتایا مسئلہ وفات مسیح اور ذات خاص کے سوا کوئی اور بات بتائی ہو تو ہم کو بتائی جائے۔

ہاں یاد آیا اسلام کی تقویت کا ذریعہ وہ تھا جو بالفاظ نبویہ ہم عرض کرتے ہیں:۔

ذروۃ سنامہ الجہاد (الحدیث)

(اسلام کی بلندی جہاد میں ہے۔)

مرزا صاحب نے اپنی بلند ہمتی سے جہاد کو منسوخ کر دیا (اشتہار انعامی) حالانکہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کا ارشاد ہے:۔ الجہاد ماض الی یوم القیامۃ (جہاد قیامت تک جاری رہیگا)

خواجہ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "مجدد مسلمانوں کو ان خطرات سے آگاہ کرے جو اسلام پر آنیوالے ہوں" ہمارا بھی اسپر صاد ہے مگر سوال یہ ہے کہ مجدد قادیانی نے کیا آگاہ کیا بس یہی کہ مجھے مانو جس کی تشریح بزبان مولوی محمد احسن امروہوی خطبہ جمعہ میں یوں کرائی، خود سنی اور خاموشی سے اسپر مہر توثیق ثبت کی۔ "اگر لوگ اس نبی (مرزا صاحب) کی اطاعت نہ کرینگے تو وہی ہوگا جو عادیوں اور فرعونیوں کیساتھ ہوا" (اخبار بدر ۲۔ جنوری ۱۹۰۸ء)

حالانکہ نافرمان اور غیر مطیع تو آجتک زندہ ہیں مگر قادیانی نبی صاحب خود ہی تشریف لیگئے (شائد خفا ہو گئے ہونگے) جسپر کسی اہل ذوق نے کیا ٹھیک کہا ہے ؎

اُس نازنین کو دیکھنا جودت نہ چھیڑنا　　گر روٹھ بھی گیا تو منایا نہ جائے گا

مختصر یہ ہے کہ مجدد ہو یا مسیح موعود ہو ہم کسی کے دعوے محض سے اسکو نہیں مان سکتے بلکہ کام دیکھکر مانینگے شیخ سعدی مرحوم نے کیا ٹھیک کہا ہے ؎ ہنر بنما اگر داری نہ جوہر، گل از خار است ابراہیم از آزر